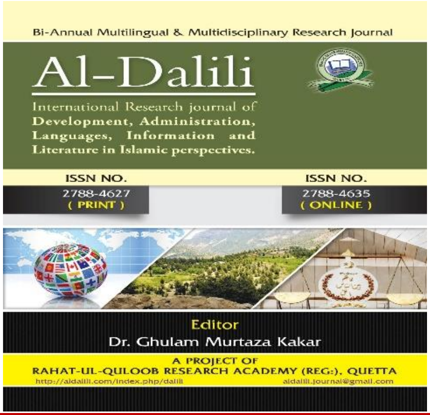

OPEN ACCESS

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

AL DALILI

Bi-Annual, Multilingual (Arabic, Balochi, Brahui, English, Pashto, Persian, Urdu)

ISSN: 2788-4627 (Print), ISSN: 2788-4635 (online)

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.aldalili.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » IRI (AIOU), Tahqeeqat, Euro pub, MIAR.

TOPIC

ڈاکٹر اسرار احمد کا فلسفہ سیرت رسول ﷺ

Dr. Israr's Ahmed Philosophy on Seerah of Prophet Muhammad (S.A.W)

AUTHOR

1. Faiza Kanwal, M.Phil. Scholar, Department of Islamic studies, Sardar Bahadur Khan Women University, Quetta, Pakistan.
2. Dr. Nosheen Zaheer, Associate Professor. Department of Islamic studies, Sardar Bahadur Khan Women University, Quetta, Pakistan.
   Email: nosheenirma@gmail.com

How to Cite: Faiza Kanwal, & Dr. Nosheen Zaheer. (2024). URDU: ڈاکٹر اسرار احمد کا فلسفہ سیرت رسول ﷺ: Dr. Israr's Ahmed Philosophy on Seerah of Prophet Muhammad (S.A.W). *Al-Dalili*, *5*(2), 01–12. Retrieved from https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/125

URL: https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/125

Vol. 5, No.2 || Jan–Jun 2024 || URDU-Page. 01-12

Published online: 08-01-2024

ڈاکٹر اسرار احمد کا فلسفہ سیرت رسول ﷺ

Dr. Israr's Ahmed Philosophy on Seerah of Prophet Muhammad (S.A.W)

فائزہ کنول[1] نوشین ظہیر[2]

ABSTRACT:

Dr Israr Ahmed has written many books on *Seerat e Tayaba* but his writing style is quite different from the traditional *seerah* writers. His writing is revolving around the unique philosophy of *Seerah*. He categorized the philosophy of *serrah* in to two main areas; *ilme* (*imani*) aspect and *amli* (practical) aspect. The first aspect demands from the believers to not only believe Prophet Muhammad (S.A.W.) as a seal of Prophethood but also love, obey, respect (regard) and follow Prophet Muhammad (S.A.W) *sunnah* in every sphere of their life. While the *amli* (practical) aspect is pointing out the responsibility of the believers to continue the mission of the Prophet Muhammad (S.A.W). Dr Israr Ahmed has described the implementation of Prophet Muhammad's mission very systematical by classifying it into six steps in the light of *seerah Rasool* (S.A.W.).

Key Words: Seerah's Philosophy, Imani (believing) and almi (Practical) aspects-

فلسفہ کسی شے کی حقیقی علم کی محبت و جستجو کے مترادف مفہوم میں مستعمل ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کی تعریف اور دائرہ عمل میں اتنی وسعت ہو گئی ہے کہ ایسے کسی ایک تعریف میں مقید نہیں کیا جاسکتا مگر اس بات پر سب متفق ہیں کہ فلسفہ کا محور خاص انسان ہے۔ مگر جب یہی سیکولر فلسفہ مذہب کی وادی ہیں داخل ہوتا ہے تو یہ انسان شعور کو وہ بصیرت عطا کرتا ہے جو مذہبی عقائد کی روشنی میں نہ صرف اس کے ورلڈ ویو (کائنات کے ساتھ انسان کے تعلق کے نظریے) کو جلا بخشتا ہے بلکہ انسان کی عملی زندگی پر بھی اثر مرتب کرتا ہے۔ ان مذہبی عقائد میں سے اگر صرف سیرت کے فلسفہ کو دیکھا جائے تو یہ ان تمام اسرار سے پردہ اٹھا دیتا ہے کہ انسانیت کی معراج آپ ﷺ کی محبت، اتباع، اطاعت اور آپ ﷺ کے یونیورسل مذہب کی نہ صرف اشاعت بلکہ اس کے نفاذ میں پوشیدہ ہے۔ سیرت طیبہ اپنی اہمیت وافادیت کی وجہ سے ہمیشہ زیر تحقیق رہا ہے ہر محقق کے لیے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام پہلوؤں پر کام کرنا ممکن نہ تھا اس لیے ہر محقق نے نبی کریم ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار اپنے ذوق کے مطابق عنوان کے انتخاب سے کیا۔ ان محققین میں سے ایک ڈاکٹر اسرار احمد ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے روایتی منہج سیرت کی طرح نبی کریم ﷺ کی حالات زندگی جمع کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی زندگی کا مقصد اور فلسفہ سیرت کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی سیرت النبوی ﷺ سے وابستگی کو ان کی زندگی کے اوائل دور سے ان کی سیرت النبی ﷺ کی تقاریر سے دیکھا جا سکتا ہے۔ ان تقاریر میں مزید تقویت ضیاء الحق کے انعقاد سیرت کانفرنسوں 79ھ میں ہوئی جب ڈاکٹر صاحب نے 79 سے 83 تک ملک کے طول وعرض میں سینکڑوں تقاریر کیں۔ ڈاکٹر صاحب اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سیرت النبیؐ کے بہت سے گوشے اُس وقت اُن پر منکشف ہوئے۔ آپ مزید کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے اپنی شدت محبت کو میں اپنی تقاریر میں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ سیرت طیبہ کے

مطالعے سے میرے قلب میں آپ ﷺ کی جامع شخصیت مطہرہ کا جو اثر ثبت ہوتا ہے وہ مجھے کامل یقین عطا کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی جامع شخصیت کا تصور کسی اور شخصیت میں ہونا ناممکن ہے۔ زندگی کا ہر شعبہ آپ ﷺ کی سنت مطہرہ کا مرہون منت نظر آتا ہے آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہر عام وخاص کے لیئے یکسر مشعل راہ ہے۔ پس نبی کریم ﷺ کی شخصیت کی جامعیت کی مثال پوری انسانی تاریخ یہاں تک کہ انبیاء ورسل جیسی عظیم جماعت میں بھی ناپید ہے۔[1]

ڈاکٹر اسرار کی رائے میں فلسفہ سیرت کا مرکز و محور سورہ الاعراف کی آیت 157 ہے۔ "فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ "[2]"پس جو لوگ ایمان لائے ان (نبی کریم ﷺ) پر اور جنہوں نے ان کی توقیر کی اور جنہوں نے ان کی مدد اور حمایت کی (یہی ان کے مشن میں انکے دست و بازو بنے اور ان کے مقاصد کی تکمیل میں اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو کھپایا) اور جنہوں نے اس نور کا اتباع کیا جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے تو یہی ہیں وہ لوگ جو فلاح پانے والے ہیں"۔[3]

ڈاکٹر صاحب اس آیت کو سیرت النبی ﷺ کا عمود قرار دیتے ہیں۔ آپ مزید کہتے ہیں کہ سیرۃ المطہرہ کی غرض وغایت کو اس وقت تک سمجھا ہی نہیں جا سکتا جب تک اس آیت میں موجود اس عظیم ذمہ داری (مشن) کو نہ سمجھا جائے جو آپ ﷺ کے سپرد کی گئی ہے۔ یہ مشن آپ ﷺ کے سپرد کیوں کیا گیا؟ اس مشن کو آپ ﷺ نے کیسے پایا تکمیل تک پہنچایا؟ اس مشن کی تکمیل کے لئے آپ ﷺ نے کیا حکمت عملی بنائی؟ نیز اس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے آپ ﷺ کن مراحل اور مشکلات سے دوچار ہوئے؟ یہ تمام چیزیں ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور یہ تمام چیزیں امت مسلمہ سے یہ تقاضہ کر رہی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس آیت کریمہ میں بیان مشن کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنایا جائے۔ کیونکہ اگر امت مسلمہ نے اس آیت کریمہ کو پس پشت ڈال دیا تو آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے مشن اور ذمہ داری کو سمجھنا ناممکن ہو جائے گا۔[4] درج بالا آیت کے تناظر میں ہی ڈاکٹر اسرار احمد فلسفہ سیرت کے دو پہلو بیان کرتے ہیں:

1: فلسفہ سیرت کے علمی (ایمانی) پہلو

2: فلسفہ سیرت کے عملی پہلو

فلسفہ سیرت کے علمی (ایمانی) پہلو

ڈاکٹر صاحب فلسفہ سیرت کے ایمانی پہلو کے ضمن میں جو پہلی بات نہایت اہمیت کی حامل اور ایمان کا حصہ قرار دیتے ہیں وہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ایمان لانا ہے یعنی ہم آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور پیامبر ہیں یہی ہمارے تعلق کی پہلی بنیاد اور فلسفہ سیرت کی اصل روح ہے۔ اُمت مسلمہ میں کثیر تعداد میں ہاشمی اور سادات موجود ہیں مگر کثیر تعداد ان عشاق کی ہے جن سے آپ ﷺ کا تعلق محبت و ایمان کا ہے۔ جو کہ سب سے اہم اور مضبوط تعلق ہے۔[5] ایمانی تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اس ایمان کے دو درجے ہیں ایمان مجمل کے الفاظ میں ان دو درجوں کے لئے دو اصطلاحیں آئی ہیں، ایک اقرار باللسان اور دوسری تصدیق بالقلب۔ یعنی نبی اکرم ﷺ پر ایمان کے ضمن میں زبان سے اس بات کا اقرار کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور دل سے اسی بات کی تصدیق کرنا اور اسی پر یقین کامل رکھنا۔ یہ دو درجے، دو مراتب یا دو پہلو باہم ایک وحدت بنیں گے تب ہی در حقیقت ایمان مکمل ہو گا۔ اگر صرف زبانی اقرار ہے مگر دل میں یقین نہیں تو یہ ایمان نہیں بلکہ نفاق کہلائے گا[6]۔ یعنی دل سے ایمان لانا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا لازم و

ملزوم ہیں ان کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ فلسفہ سیرت میں ایمانی پہلو کا آغاز آپ ﷺ پر زبانی اور قلبی تصدیق سے ہوتا ہے مگر اس کا ارتقاء آپ ﷺ کی تکریم و تعظیم، اطاعت، محبت اور اتباع سے ہی ممکن ہے۔

حضور ﷺ کی تکریم و تعظیم

ڈاکٹر صاحب فلسفہ سیرت کے ایمانی پہلو کی وضاحت کے لیے سورہ الاعراف کی منتخب آیت درج بالا آیت 157 میں نبی کریم ﷺ پر بحیثیت نبی و رسول ایمان لانے کے بعد آیت مبارکہ میں درج ایمانی فلسفہ سیرت کی دوسری شرط کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آیت مبارکہ میں ایمان کے بعد جو لفظ آیا ہے وہ عَزَّرُوہ ہے۔ یعنی وہ لوگ جو محمد ﷺ پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم کی (فالَّذِینَ اٰمَنوا بِہٖ وَ عَزَّ روہُ) یعنی ایمانی فلسفہ سیرت کا پہلا تقاضا ہے کہ آپ ؐ کی توقیر و تعظیم کی جائے۔ جب ہم آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے نبی اور پیامبر ہونے پر ایمان لے آتے ہیں تو اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہمارے لئے ہدایت و رہنمائی کیلئے مبعوث فرمایا ہے اور جو بھی بات انھوں نے ہم تک پہنچائی ہے وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو دل میں آپ ؐ کی توقیر و تعظیم کا جذبہ پیدا ہونا اور نتیجتاً عمل میں اس کا اظہار ہونا منطقی ہے۔ گویا ایمانی فلسفہ سیرت کا پہلا اور لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ ؐ کی توقیر و تعظیم کی جائے۔[7]

حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 2 کا حوالہ بھی دیتے ہیں:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَرْفَعُوٓا۟ أَصْوَٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ ٱلنَّبِىِّ وَلَا تَجْهَرُوا۟ لَهُۥ بِٱلْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَـٰلُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔[8]

ترجمہ: اے اہل ایمان! اپنی آواز کبھی بلند نہ کرنا نبی کی آواز پر اور نہ انہیں اس طرح آواز دے کر پکارنا، جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو بلند آواز میں پکارتے ہو، مبادا تمھارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔[9]

ڈاکٹر صاحب آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم کی اہمیت و فضیلت کو بیان کرے ہوئے کہتے ہیں کہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے کہ آیت کریمہ حضور ﷺ کی حکم عدولی یا نافرمانی یا آپ ﷺ کی بات کو پس پشت ڈال دینے کو تو درکنار آپ ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند کر دینے پر کتنی سخت تنبیہ کر رہی ہے کہ اگر حضور ﷺ کے معاملے میں کوئی بے احتیاطی برتی تو تمام نیکیاں برباد ہو جائیں گی اور تمہیں خبر بھی نہ ہو گی اور اسی مغالطے میں رہو گے کہ ہم سے صریحاً کوئی معصیت کا ارتکاب نہیں ہوا جبکہ بے احتیاطی کے سبب اپنے کئے کرائے پر پانی پھیر دو گے۔[10] جب نبی اکرم ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کی توقیر و تعظیم دل میں راسخ ہو جائے گی تو اس کا لازمی نتیجہ اس صورت میں نکلے گا کہ آپ ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی اطاعت و محبت کے نتیجے میں آپ ﷺ کا اتباع ناگزیر ہو گا۔

اطاعت، محبت اور اتباع

اطاعت کا لغوی مفہوم تعمیل حکم، فرماں برداری یا کسی کی سربراہی کا اقرار کرنے اور محکومی کے ہیں۔[11] حضور پاک ﷺ کی توقیر و تعظیم کا لازمی نتیجہ آپ ﷺ کی اطاعت و محبت کے نتیجے میں نکلتا ہے۔ اسی لیے ڈاکٹر اسرار احمد اطاعت و محبت کو فلسفہ سیرت کے ایمانی پہلو میں اطاعت کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن پاک میں بیشتر مقامات پر اللہ پاک اپنی اطاعت کو نبی کریم ﷺ کی اطاعت سے مشروط رکھتے ہیں سورہ آل عمران میں اللہ پاک فرماتے ہیں:

"قل اطیعوا اللہ والرسول"[12] "کہہ دیجئے اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسولؐ کی"[13]

پھر سورہ التغابن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: واطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول[14] "اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ"[15]

اسی طرح احادیث میں بھی رسول ﷺ کی اطاعت کے متعلق کئی احادیث موجود ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ۔[16]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس ہدایت کے تابع نہ ہو جائے جو میں لے کر آیا ہوں"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ۔[17]

جس نے میری اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

ڈاکٹر صاحب آپ ﷺ کی اطاعت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کو مبعوث کرنے کا مقصد انھیں ان کی رسالت کے منصب کے ساتھ صرف تسلیم کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اطاعت کامل کا ایسا معیار ایمان کے لئے مختص کیا گیا ہے جس میں نہ صرف ان کے تمام فیصلوں پر سر تسلیم خم کیا جائے بلکہ ان کی سنت اور ان کے نقش قدم پر اس طرح عمل کیا جائے کہ تمام احکامات کی تعمیل ہو جائے۔ حضور ﷺ کی کامل اطاعت آپ ﷺ کو صرف مرکز عقیدت سمجھ لینے سے حاصل نہیں ہو گی بلکہ آپ ﷺ کی اصلی توقیر آپ ﷺ کی عملی اطاعت میں مضمر ہے۔ اور عملی اطاعت کے بغیر ایمان کا اقرار ایک زبانی دعویٰ معلوم ہوتا ہے جو اللہ کے ہاں بھی حقیقی ایمان کا درجہ پانے میں مقبول دکھائی نہیں دیتا۔[18]

رسول اکرم ﷺ کی ایمانی فلسفہ سیرت کا دوسرا لازمی نتیجہ آپ ﷺ کی محبت ہے، اس محبت کا معیار رسول اکرم ﷺ سے نے خود اپنی حدیث میں مقرر فرمایا ہے:

لَا یو من احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین۔[19]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لئے اس کے باپ، اس کے بیٹے اور تمام انسانوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

ڈاکٹر صاحب مزید کہتے ہیں کہ جب انسان کسی کی پیروی پوری آمادگی، دلی محبت اور لگاؤ کے ساتھ کرتا ہے تو صرف زبانی احکامات کی پیروی نہیں کرتا بلکہ اپنے محبوب کے ہر عمل، ہر طریقہ اور ہر ادا کو اپنانا اپنے لیے نہ صرف باعث مسرت بلکہ باعث سعادت سمجھتا ہے۔ خواہ اس کا حکم دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو۔ جب حقیقی محبت دل میں ہو تو محبوب کی ہر ہر ادا اور ہر قدم کی پیروی کرنا اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیاں اس قسم کے طرز عمل سے بھری پڑی ہیں اسی محبت اور طرزِ عمل کا نام اتباع ہے۔[20] اتباع رسول ﷺ کے سلسلے میں قرآن پاک میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

قل ان کنتم تحبون الله فا تبعونی یحببکم الله و یغفر لکم ذونبکم والله غفور رحیم[21]

ترجمہ: (اے نبیؐ) آپ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ اس کا نتیجہ (یہ نکلے گا کہ) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاوں کو معاف فرمادے گا اور اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) بہت رحم فرمائے والا ہے[22]۔

اس آیت کریمہ کے مطابق اللہ تعالیٰ سے محبت کا لازمی تقاضا نبی اکرم ﷺ کا اتباع ہے۔ اللہ پاک نے اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی محبت اور اتباع کو اپنی محبت سے مشروط کیا ہے۔ اور جو شخص آپ ﷺ کی محبت و اتباع کرے گا اسے آپ ﷺ کی نہ صرف سچی محبت نصیب ہو گی بلکہ وہ اللہ رب العزت کی محبت کا مستحق قرار پانے کے بعد اس کی مغفرت ورحمت کا بھی حق دار بن جائے گا۔[23]

فلسفہ سیرت کے عملی پہلو

ڈاکٹر اسرار احمد سورہ لاعراف کی آیت 157 سے فلسفہ سیرت کے ایمانی پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے بعد سورہ مبارکہ سے فلسفہ سیرت کے عملی پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے نصرت رسول ﷺ، خلافت منہج نبوۃ، غلبہ دین، حقیقی انقلاب (اور اس کے سات مراحل) اور ان انقلابی مراحل کو سیرت محمد ﷺ کے تناظر میں قلمبند کرتے ہیں۔

نصرت رسول ﷺ:

ڈاکٹر صاحب فلسفہ سیرت کے عملی پہلو سے متعلق زیر مطالعہ آیت میں تیسرا اہم نکتہ ہے **"ونصروہ"** کو قرار دیتے ہیں جس سے مراد وہ جماعت مراد ہے جس نے ہر لمحہ آپؐ کی مدد اور حمایت کی۔ اس جماعت میں فرشتے، جن وانس سب شامل ہیں۔ کیونکہ نبی اور رسول کا پیغام و مرتبہ ایسا ہے جہاں اُنھیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتوں کی نصرت حاصل ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ایسے مقام پر یہ سوچ ذہن میں آسکتی ہے کہ نبی کو اہل ایمان کی مدد کی کیا ضرورت ہے۔ اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنا مقام سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلیفہ بنایا ہے۔ لہٰذا دین حق کے غلبے کی جدوجہد انسانوں کو ہی کرنی ہے۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء ورسل کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ کو صرف عرب کے لئے نہیں بلکہ تمام نبی نوع انسان کے لئے مبعوث فرمایا گیا، محمد رسولؐ کی رسالت تا قیامت قائم رہنے والی ہے اور آپ ﷺ کے بعد یہ فریضۂ رسالت بحیثیت اُمت مسلمانوں کو ادا کرنا ہے۔ قرآن کے الفاظ میں بنی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت دین اللہ کو عملاً غالب اور قائم کرنا ہے۔[24]

هو الذی ارسل رسوله با لهدی و دین الحق لیظهره علی الدین كله"[25]

ترجمہ: وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو الھدیٰ (قرآن حکیم) اور دین حق دے کر تا کہ اسے کل جنس دین پر غالب کر دے"[26]

ڈاکٹر صاحب مندرجہ بالا قرآنی آیت کی تفسیر کے لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا قول پیش کرتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قول کے مطابق اس آیت مبارکہ کا شانِ ظہور ابھی باقی ہے وہ اس وقت تک نہ ہو گا جب تک پورے کرہ ارضی پر اللہ کے دین کا جھنڈا نہیں لہراتا۔ نبی اکرم ﷺ نے 23 سال کی محنت کے نتیجہ میں عرب میں طاغوتی قوتوں کے نظام کو اُکھاڑ پھینکا۔ مگر پوری دنیا میں دین حق کا نفاذ ابھی باقی ہے اور اس کی تکمیل کی ذمہ داری اُمتِ مسلمہ پر ہے۔ پس ڈاکٹر صاحب کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے فرض منصبی کے ادارک سے نصرت رسولؐ کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ جو شخص آنحضور ﷺ پر ایمان لائے اور اس کا دل اس بات کی تصدیق کرے کہ محمد ﷺ اللہ کے

رسول ہیں۔ اس کے بعد لازم ہے کہ وہ فریضہ رسالت و نبوت کی ادائیگی میں آپ ﷺ کا رفیق و مددگار بنے۔ اور اقامت دین اور غلبہ دین کی اس جان گسل جدوجہد میں دعوت و تبلیغ کے پُرخار رستے میں حق و باطل کے معرکہ کارزاد میں اور جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے میدان میں جنگ و جدال میں رسول اللہ ؐ کا دست و بازو اور آپ ﷺ کا حامی و مددگار بننا ہوگا۔ جہاں حضورؐ کا پسینہ گرے وہاں وہ اپنا خون بہانے کو اپنے لئے باعث فخر و سعادت سمجھے اسے حضور ﷺ کے مشن کی تکمیل کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے اور اس جان کی قربانی دینے پر فلاح و کامیابی و کامرانی کا مکمل یقین ہو۔ اس کا جینا اور مرنا حضور ﷺ کی دعوت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہو۔ اس کا مال و دولت اور اس کی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں اس دین حق کے غلبے کے لئے وقف ہوں جو رب العالمین کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کو دے کر مبعوث فرمایا گیا۔[27]

خلافت منہج نبوۃ

ڈاکٹر صاحب کے فلسفہ سیرت کے عملی پہلو کے ضمن میں اہم بحث خلافت منہج نبوۃ ہے آپ اس نقطہ پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو دین حق پوری دنیا پر غالب کرنے کا فریضہ دے کر مبعوث فرمایا گیا اور سیرت مطہرہ کا سرسری مطالعہ کرنے سے کوئی بھی اس حقیقت سے واقف ہو سکتا ہے کہ اپنے اس مشن کے لئے حضور ﷺ نے کتنی محنت کی ہے اور کتنی مشقت جھیلی ہے۔ لہٰذا اگر ہم سیرت مطہرہ کی پیروی کرنے کے خواہشمند ہیں تو ہمارے لئے اہم بات یہ ہوگی کہ حضور ﷺ کی زندگی کا رُخ کیا تھا اور کس ہدف کے حصول کیلئے آپ ﷺ نے سعی و جدوجہد فرمائی۔[28]

غلبہ دین (نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت)

ڈاکٹر صاحب کے فلسفہ سیرت کے عملی پہلو کے مطابق حضور ﷺ کے مقصد بعثت کو قرآن پاک کے تین مقامات پر (سورۃ التوبہ، سورۃ الفتح، سورۃ الصف) پر بیان کیا گیا ہے۔

هو الذى ارسل رسوله با لهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله"[29]

ترجمہ: وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو الھدیٰ (قرآن حکیم) اور دین حق دے کر تاکہ اسے کل جنس دین پر غالب کر دے"[30]

ڈاکٹر صاحب مندرجہ بالا آیت کی اہمیت وفضیلت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت کے مفہوم کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ کو اللہ پاک نے مبعوث فرما کر قرآن پاک (الھدی) کے ساتھ ایک ایسا دین عطا فرمایا جو دین حق ہے۔ یہ حق کسی خاص قوم اور قبیلے کے لئے نہیں بلکہ پوری کائنات کے لئے آخری رشد و ہدایت ہے۔ آپ ﷺ نے 23 سال جہد مسلسل کی کہ زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہ ہو جہاں یہ دین حق رہنمائی پیش نہ کر سکے الغرض سیاست، معاشرت، معشت و اقتصاد، فوجداری، عبادات و معاملات کوئی شعبہ زندگی ایسا نہیں جو دین حق کے تابع نہ ہو لہٰذا سیرت مبا کہ کے اتباع کا نتیجہ اس صورت میں سامنے آنا چاہیے کہ ہماری زندگی کا مقصد وہی ہو جائے جو آپ ﷺ کا مقصدِ بعثت تھا۔ زندگی کے بعض شعبوں میں حضور ﷺ کی پیروی کرنا مثلا! آپؐ کا لباس وضع قطع، یا معمولات کی پیروی کی تو ہر چیز مبارک ہے لیکن مجموعی طور پر اگر حضور ﷺ نے اپنی زندگی کی جدوجہد کا جو رُخ معین کیا اگر ہم نے اس کی پیروی نہ کی تو ان عام معمولات کی پیروی نتیجہ خیز نہ ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ ہر مسلمان شعوری طور پر اپنی زندگی کا مقصد و ہدف، تمام بھاگ دوڑ سب کی منزل مقصود

اللہ کے دین کے غلبہ کو بنالے جو کہ نبی اکرم ﷺ کا مقصد حیات تھا۔[31]

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ رسول حضور ﷺ کی 23 سالہ زندگی میں جو انقلاب برپا ہوا اس نے عرب کی حالت بدل ڈالی یہ تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب تھا انقلاب روس اور انقلاب فرانس دنیا کے دو بڑے انقلاب ہیں مگر انقلاب فرانس نے صرف سیای نظام بدلا۔ جبکہ انقلاب روس سے صرف معاشی نظام تبدیل ہوا۔ ایک واحد انقلاب محمدی ﷺ ہے جس سے ہر چیز بدل گئی مذہب، عقائد، رسومات، سیاسی نظام، معاشی نظام معاشرت غرض کہ سارے نظام کو بدل ڈالا لہٰذا انقلاب محمد ﷺ دنیا کا جامع ترین انقلاب تھا[32]۔ جس کے تحت خطہ ارب میں دین حق کا غلبہ ہوا لیکن جس مقصد (یعنی تمام عالم پر غلبہ دین) کے لئے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا وہ ابھی نامکمل ہے مگر اس کی صریح پیش گوئیاں موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہو کر رہنا ہے کہ جس شان کے ساتھ چودہ سو سال قبل اللہ کا دین غالب آیا تھا۔ قیامت سے قبل ایک بار پھر اللہ کی زمین پر اسی شان کے ساتھ دین حق غالب ہوگا۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے: "حضرت مقداد بن الاسود سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولؐ کو فرماتے ہوئے سنا دنیا میں نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر باقی رہے گا نہ کمبلوں کا بنا ہوا خیمہ جس میں اللہ تعالیٰ اسلام کو داخل نہیں کر دے گا خواہ عزت والے کے اعزاز کے ساتھ خواہ کسی مغلوب کی مغلوبیت کی صورت میں یعنی یا لوگ اسلام قبول کر کے خود بھی عزت کے مستحق بن جائیں گے یا اسلام کی بالادستی تسلیم کر کے اس کی فرمانبرداری قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ میں (راوی) نے کہا تب تو سارے کا سارا دین اللہ کے لئے ہو جائے گا"[33]۔

ڈاکٹر صاحب مزید قلمبند کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمان زمین پر اللہ تعالیٰ کے دین کے نمائندہ بنائے گئے مگر آج اُمت مسلمہ جس زبوں حالی کا شکار ہے اس کی وجہ عذاب الٰہی ہے کیونکہ ہم آج تک دنیا کو "نظام مصطفیٰ" کی طرز کا کوئی ملک بطور ماڈل نہیں دکھا سکے۔ لہٰذا اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس طریق انقلاب کو سمجھا جائے جس طریقے پر محمد رسول اللہ ﷺ نے انقلاب برپا کیا۔[34] کیونکہ اگر انقلاب برپا کرنا ہے تو وہ اسی صورت ممکن ہے کہ اسے آپ ﷺ کے طریقہ انقلاب کے نہج پر کیا جائے۔ یہ دنیا اپنے آخری دور میں داخل ہو چکی ہے اور حالات آپ ﷺ کی دی گئی خبروں کے رخ پر جاری و ساری ہیں۔[35]

غلبہ دین: حقیقی انقلاب

ڈاکٹر صاحب دورِ حاضر کے جدید علوم کے طالب علم جو فلسفہ سیرت کو سمجھنا چاہتے ہیں انھیں نصیحت کرتے ہیں کہ فلسفہ سیرت کے عملہ پہلو کو غلبہ دین کی اہمیت کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے۔ اور غلبہ دین بنا کسی انقلاب کے ہرگز ممکن نہیں۔ آپ مزید واضح کرتے ہیں کہ انقلاب کا صحیح طریق کار صرف اور صرف سیرت نبوی سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں صرف ایک ہی منبع و سرچشمہ انقلاب ہے وہ رسول اکرمؐ کی سیرت طیبہ ہے۔ آپ ﷺ نے خود ہی انقلابی دعوت کا آغاز کیا اور خود ہی اسے پایا تکمیل تک پہنچایا۔ رسول انقلاب کا انقلاب اس لحاظ سے بھی اپنی مثال آپ ہے کہ 23 سال کے کم عرصے میں انقلاب کے تمام مراحل طے ہو گئے۔[36] ڈاکٹر صاحب نے بھی انقلاب کا طریقہ کار سیرت طیبہ سے ہی اخذ کیا ہے۔ کسی ایک انسانی زندگی میں انقلابی عمل کی تکمیل دنیا میں صرف ایک ہی بار ہوئی ہے بلکہ سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ انقلابی عمل کے یہ تمام سات مراحل آپ کو ایک فرد واحد کی زندگی میں نظر آجائیں یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کی کوئی نظیر خاتم النبین و سید المرسلین جناب محمد ﷺ کے علاوہ نہیں ملتی[37]۔

ایک مکمل انقلاب کے چھ یا سات مراحل درج ذیل ہیں: 1)انقلابی نظریہ، 2) تنظیم، 3)تربیت، 4)صبر محض، 5)راست اقدام، 6) مصلح اقدام۔ یہ چھ مراحل جو ڈاکٹر اسرار احمد نے گنوائے ہیں کسی بھی ملک کے اند انقلاب کی تکمیل کے لئے اگر ان مراحل میں سیرت کا خاکہ بھر دیا جائے تو سیرت مبارکہ ﷺ کے واقعات کی مدد سے اس تمام جدوجہد کو اور اس کا مقصد سمجھنے میں مزید آسانی ہو گی۔ انقلابی جدوجہد کے یہ چھ مراحل ان کے مطالعے کا نچوڑ ہے۔[38]

انقلابی مراحل سیرت محمد ﷺ کے تناظر میں

1: ڈاکٹر صاحب کے مطابق پہلا مرحلہ دعوت و تبلیغ کا ہے یعنی انقلابی نظریے کی نشر و اشاعت اور اسکا انقلابی نظریہ توحید ہے نظریہ توحید ایک نہایت انقلابی نظریہ ہے جس سے مراد ہے کہ تمام انسان برابر ہیں جن کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اور حسب و نسب کی بنیاد پر کسی کو کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور انسان کا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نظام کو قائم کرے اسی طرح معاشی لحاظ میں بھی ملکیت کا تصور صرف اللہ کے لئے ہے۔ انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ بطور امانت ہے[39]۔

2: آپ دوسرا مرحلہ تنظیم کو قرار دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک جانثاروں کی جماعت کی بنیاد رکھی۔ جس میں سمع و طاعت listen and obey سنو اور اطاعت کرو کی بنیاد پر ہے یعنی تنظیم میں ڈسپلن فوجی نوعیت کا ہونا چاہیے۔ کمزور نظم کے ساتھ انقلاب لانا ممکن نہیں۔ جماعت میں دو خصوصیات ہونا ضروری ہیں۔(الف) تنظیم میں مضبوط ڈسپلن ہو تا کہ باطل نظام کے خلاف جب عمل میں آئیں تو اتنی ڈسپلن ہو کہ listen & obey کے تحت مضبوط جماعت ہو۔(ب) تنظیم میں موجود کارکنوں کی حیثیت و مرتبہ کا تعین اُن کے سماجی رُتبہ کی بنیاد پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ اُن کی تحریک کے ساتھ وفاداری و قربانی کی بنیاد پر ہو اگر ایسا نہیں تو یہ ایک انقلابی تنظیم نہیں۔[40]

3: ڈاکٹر صاحب کے مطابق تیسرا مرحلہ یہاں تربیت و تزکیہ کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنے اوپر نافذ کر لو اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو اور اُن کی ہر ادا کو اپنے اندر جذب کر لو کیونکہ یہی مرحلہ سب سے اہم ہے۔ صحابہ کرام اس تربیت و تزکیہ کے شاہکار تھے اور ہمارے لئے آئیڈیل ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جب مسلمان سپاہ ایرانیوں کے مدمقابل ہوئی تو ایرانی سپہ سالار رستم نے کچھ جاسوسوں کو مسلمان سپاہ کے حالت معلوم کرنے کی ذمہ داری سپرد کی، یہ جاسوس بھیس بدل کر مسلمان کیمپوں میں حلات کا جائزہ لیتے رہے اور کچھ دن بعد رستم کو رپورٹ پیش کرتے ہوئے اسے بتایا کہ مسلمان سپاہ عجیب ہے یہ رات کو دنیا سے بے خبر اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتی ہے۔ اور سورج نکلتے ہی شہ سوار بن جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ انقلابی جدوجہد کے یہ (دعوت، تنظیم، تربیت و تزکیہ) ابتدائی مراحل ہیں انھیں اپنانے کے بعد یک انقلابی جماعت وجود پذیر ہو جو ایک طاقت ور جماعت بنے اور آپس میں اپنے روابط اور تعلق کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرے۔ پھر مناسب وقت کا انتظار کرتے ہوئے صبر محض پر قائم رہے جب تک اسے طاقت حاصل نہیں ہو جائے۔

4: انقلابی جدوجہد کا چوتھا مرحلہ صبر محض کا مرحلہ ہے جو لوگ حضور ﷺ کے ساتھ وابستہ تھے انھوں نے کوئی اخلاقی جرم نہیں کیا نہ کسی غیر اخلاقی حرکت کا ارتکاب کیا مگر مسلمانوں پر بدترین تشدد کیا گیا جسے انھوں نے کمال صبر و حوصلہ سے برداشت کیا۔ مکہ کے ظالموں نے جب مسلمانوں کو اتنا زیادہ ستایا تو اُن کو وہاں کے دوسرے لوگوں کی حمایت حاصل ہو گئی جو کہ مسلمانوں کی اخلاقی فتح تھی اسی لئے غزوہ بدر میں مسلمانوں کی مٹھی بھر تین سو تیرہ مجاہدوں کی جماعت مسلح لشکر سے لڑ گئی اور کفار ان کے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ بارہ سال تک مکہ میں حضور ﷺ

اور اُن کے ساتھیوں پر شدید ترین تشدد اور ایذا رسانی کا سلسلہ جاری رہا لیکن حضور ﷺ کی طرف سے جوابی کاروائی کی اجازت نہیں تھی یہی اہل ایمان کا امتحان تھا جس میں اُن کی تربیت بھی ہو رہی تھی۔[41]

5: انقلاب کا پانچواں مرحلہ اقدام کا مرحلہ ہے۔ جب انقلابی جماعت محسوس کرے کہ کھلم کھلا باطل کے ساتھ نبرد آزما ہو سکتے ہیں تو یہاں اقدام کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے نبی اکرم ﷺ کو اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم آیا اور ساتھ ہی آیت نازل ہو گئی:

"اُذِنَ لِلَّذِینَ یُقٰتَلُونَ بِاَنَّھُم ظُلِمُوا وَاِنَّ اللہ عَلٰی نَصرِھِم لَقَدِیر"[42]

ترجمہ: اجازت دے دی گئی جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ یقیناً اُن کی مدد پر قادر ہے[43]۔

یعنی اللہ کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اب اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ لے سکتے ہیں۔ ہجرت مدینہ کا مقصد وہاں جا کر پناہ لینا یا دشمنوں سے چھپ کر بیٹھنا نہیں تھا بلکہ اسلامی انقلابی تحریک کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کر کے اس تحریک کا آغاز کرنا اور اُسے پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا۔ کیونکہ اب یہ انقلابی جماعت باطل نظام کو چیلنج کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے اور کارکن منظم 'سمع وطاعت کے خوگر اور اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق کے حامل ہیں اور اللہ کر راہ میں جان دینے کو سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں، مدینہ آکر حضور ﷺ نے تین اقدام کیے: بحیثیت مرکز مسجد نبوی کی تعمیر کی۔ مہاجرین و انصار کی درمیان مواخات کرائی اور یہود قبائل کے ساتھ معاہدے کئے۔ ان اقدامات کے ساتھ راست اقدام کا مرحلہ شروع ہو گیا۔ آپ ﷺ نے چھاپہ مار دستے بھیج کر قریش کی شاہ رگ پر ہاتھ ڈالا اور اس طرح قریش جوابی طور پر ایک ہزار مسلح لشکر کے ساتھ تصادم کے لئے آپہنچا۔[44]

6: انقلابی محمدی ﷺ کا چھٹا اور آخری مرحلہ مسلح تصادم ہے جس کا آغاز قریش کے ایک ہزار کے مسلح لشکر سے ہوا۔ یہ آخری مرحلہ چھ سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ اس عرصہ میں مسلمان شہید ہوتے رہے۔ حضور ﷺ پر پتھراؤ ہوا۔ جسدِ مبارک لہولہان ہوا۔ اُحد میں دندان مبارک شہید ہوئے ان تمام آزمائشوں کے بعد اور اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لگا دینے کے بعد اللہ کی طرف سے غیبی مدد و نصرت آتی ہے اور اللہ کا وعدہ ہے کہ کامیابی قدم چومے گی[45]۔ وَانتم الاعلون ان کنتم مومنین"[46] "اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مومن ہوئے"[47]۔

انقلابی جدوجہد کے یہ چھ مراحل ہیں جس میں چار مراحل ہر دور میں بالکل ایسے ہی رہیں گے جس طرح سیرت مطہرہ میں نظر آتے ہیں اور البتہ اسلامی انقلابی جدوجہد کا پانچواں اور چھٹا مرحلہ میں حالات کے مطابق ترمیم اور اجتہاد کی ضرورت ہو گی کیونکہ یہاں پر مقابلہ مسلمانوں کے ساتھ ہو گا۔ اپنی حکومت کے خلاف مسلح بغاوت ممکن نہیں اس لئے ان کا نعم البدل پُرامن مظاہرے ہوں گے تاکہ باطل نظام کا خاتمہ کر کے اللہ کے دین کو نافذ کیا جائے۔[48]

درج بالا مباحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد مسلمانوں پر یہ واضح کرتے ہیں کہ سیرت مبارکہ کا فلسفہ سمجھے بغیر کوئی بھی آپ ﷺ سے محبت و اطاعت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی آپ ﷺ سے محبت کا دعویدار ہے اور درج بالا مراحل سے انفرادی یا اجتماعی طور پر نہیں گزرا تو آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ درست نہیں۔

حوالہ جات

[1]ڈاکٹر اسرار احمد، رسول اکرم اور ہم، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 2014ء، ص253-254

[2] سورہ الاعراف:157

[3] ڈاکٹر اسرار احمد، نبی اکرم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 1974ء، ص2

[4] ڈاکٹر اسرار احمد، سیرت خیر الانام، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 2013، ص56

[5] ڈاکٹر اسرار احمد، نبی اکرم سے ہمارے تعلق کی بنیادیں، ص3

[6] ایضا، ص4

[7] ایضا، ص5

[8] سورۃ الحجرات:2

[9] ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور، 2008، جلد پنجم، ص470

[10] ایضا، ص7

[11] ڈاکٹر فرمان فتح پوری، رافع اللغات، لاہور، الفیصل ناشران، 2005

[12] سورہ آل عمران:33

[13] ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القرآن، لاہور، قرآن اکیدمی، 2011، ج دوم، ص11

[14] سورہ التغابن:12

[15]سید ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن،، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، جلد5، ص543

[16]شیخ محمد ناصر الدین علامہ البانی (مؤلف)، حافظ زبیر علی زئی (مترجم)، اضوا المصابیح فی تحقیق مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، حدیث167

[17] امام بخاری، محمد بن اسماعیل (مؤلف)، مولانا ظہور الباری (مترجم)، صحیح بخاری، کتاب الاعصام بلکتاب والسنۃ، جلد سوم، حدیث2142

[18] ڈاکٹر اسرار احمد، نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں، ص8-9

[19] امام مسلم، مسلم بن الحجاج (مؤلف)، مولانا عزیز الرحمٰن (مترجم)، صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث169

[20] ڈاکٹر سرار احمد، حضور ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں، ص10

[21] سورہ آل عمران:31

[22] ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القرآن، لاہور، قرآن اکیدمی، 2011، جلد دوم، ص11

[23] ڈاکٹر اسرار احمد، نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں، ص12

[24] ایضا، ص20-21

[25] سورۃ التوبۃ:33

[26] ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القران، جلد سوم، ص278

[27] ڈاکٹر اسرار احمد، نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں، ص15-19

[28] ڈاکٹر اسرار احمد، حب رسول اور اس کے تقاضے، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 1991، ص5

[29] سورۃ التوبۃ:33، سورۃ الفتح:28، سورۃ الصف:9

[30] ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القران، لاہور، قرآن اکیڈمی، 2011، جلد سوم، ص278

[31] ڈاکٹر اسرار احمد، حب رسول اور اس کے تقاضے، ص16-18

[32] ڈاکٹر اسرار احمد، رسول انقلاب کا طریق انقلاب، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 2007، ص4

[33] النیشاپوری، مسلم بن حجاج، مولانا عزیز الرحمٰن (مترجم)، صحیح مسلم، کتاب الفتن. اشراط لساعۃ. باب ھلاك ھذہ الامۃ بعضھم بعض

[34] ڈاکٹر اسرار احمد، رسول انقلاب کا طریق انقلاب، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 2007، ص5-6

[35] ایضا، ص10-11

[36] ایضا، ص19

[37] ڈاکٹر اسرار احمد، منہج انقلاب نبوی، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 1987ء، ص21-23

[38] ڈاکٹر اسرار احمد، حب رسول اور اس کے تقاضے، ص21

[39] ایضا، ص22

[40] ایضا، ص20-22

[41] ایضا، ص25-27

[42] سورۃ الحج:39

[43] سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، جلد سوم، ص231

[44] ڈاکٹر اسرار احمد، حب رسول اور اس کے تقاضے، ص26-27

[45] ایضا، ص27-28

[46] آل عمران:139

[47] سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، جلد اول، ص289

[48] ڈاکٹر اسرار احمد، حب رسول اور اس کے تقاضے، مکتبہ خدام القرآن، لاہور، 1991، ص28-33